

از قلم حسن کنول

NOVEL BANK

تمہاری مہک سے پہچانا

تمہاری مہک سے پہچانا

از قلم حسن کنول

مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

افففف۔۔۔ امی بھی ناں۔۔۔ سارا سامان ایک ساتھ نہیں منگا سکتیں۔۔۔۔۔ بار بار مارکیٹ کے پھیرے کر کر کے پاؤں دوکھ گئے ہیں میرے۔۔۔۔۔ اب پھر بھیج رہی ہیں دہی لانے۔۔۔۔۔ یار حد ہوتی ہے۔۔۔۔۔ میں نہایت غصے سے بیچ و تاب کھاتے ہوئے گھر سے نکلا۔۔۔۔۔ مجھے کیا خبر تھی یہ دہی لینے جانا اتنا مبارک ثابت ہوگا۔۔۔۔۔ واپسی پر میری نظر ایک لڑکی پر پڑی۔۔۔۔۔ جو اندھوں کی طرح روڈ کراس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ میں پہلے ہی غصے سے گھر سے نیکلا تھا۔۔۔۔۔ اب اس بے وقوف لڑکی کا اپنی جان پر کھیل کر اندھوں کی طرح روڈ کراس کرنا مجھے مزید طیش دلا گیا۔۔۔۔۔ "بے وقوف۔۔۔۔۔ لگتا ہے مرنے کا زیادہ ہی شوق آ رہا ہے اسے"۔۔۔۔۔ پھر اچانک بیچ روڈ پر رک گئی۔۔۔۔۔ میں نے دیکھا ایک ٹرک اسی کی جانب بڑھ رہا ہے۔۔۔۔۔ جی جناب پھر کیا تھا۔۔۔۔۔ سوپر ہیرو کی طرح انڑی کی اس سپہری لڑکی کو بچانے کے لئے۔۔۔۔۔

میں بھاگتا ہوا بالکل ہیرو کی طرح اس کے پاس پہنچا۔۔۔۔۔ میں نے اس لڑکی کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے کر زور سے اپنی جانب کھینچا۔۔۔۔۔ خدا کے کرم سے وہ ٹرک ڈرائیور اندھا نہ تھا اسے ہم دونوں نظر آ گئے تھے۔۔۔۔۔ اس نے بھی جلد بازی میں بریک لگایا۔۔۔۔۔

اگلے لمحے۔۔۔ بالکل فلمی سین تھا۔۔۔ وہ میرے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے وجود کے دھکتے ہوئے لمس و مہک سے مانو میرا تو سانس ہی رک گیا تھا۔۔۔ پر وہ جلدی سے خود کو سمجھالتے ہوئے مجھ سے دور ہوئی۔۔۔ میں نے تب نوٹ کیا۔۔۔ کہ وہ بیچاری تو نابینا ہے۔۔۔ "شکریہ۔۔۔ کیا آپ میری چاچی کو ڈھونڈ دیں گے؟؟؟" میں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں پر وہ مل نہیں رہیں۔۔۔ "اس لڑکی نے التجائی یہ انداز میں مجھ سے کہا۔۔۔ وہ کافی پریشان معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ جس طرح کا خاکہ وہ بیان کر رہی تھی اپنی چاچی کا۔۔۔ اس طرح کی تو کوئی خاتون مجھے دور دور تک نظر نہیں آرہی تھیں۔۔۔ میں سوچ میں پڑ گیا تھا کہ اب کیا کروں؟؟؟۔۔۔"

اووو۔۔۔۔۔ چلیں میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں“ ۔۔۔۔۔ راستے میں ۔۔۔۔۔ میں خاموش رہا۔۔۔۔۔ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔۔۔۔۔ اس نے بتایا کہ کچھ ماہ قبل اس کے والدین ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال کر گئے۔۔۔۔۔ وہ اپنے ہی گھر میں چاچا چاچی کے ساتھ رہ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ پر اب چاچی چاچا نے اسے ۔۔۔۔۔ اسی کے گھر سے نیکال دیا ہے۔۔۔۔۔ یہ کہ کر کے تم دادی کے ساتھ رہو ۔۔۔۔۔ وہ تمہیں بھت یاد کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسے بس اسٹاپ پر صبح بیٹھا کر ۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں واپس آتی ہوں کہ کر گئی اور چھ سات گھنٹے گزرنے کے باوجود ابھی تک نہ لوٹیں۔۔۔۔۔

بچاری یتیم و نابینا لڑکی اب کیسے ایک بوڑھی خاتون کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرے گی میں پورے راستے یہی سوچتا رہا۔-----

ارے ہاں۔۔۔۔۔ آپ کا نام کیا ہے ؟؟؟۔۔۔ میں تو پوچھنا بھول ہی گیا میں نے تبسم
چہرے پر بکھراتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

عنائزہ --- اور آپ کا؟؟؟“ اس نے میری جانب متوجہ ہو کر استفسار کیا۔۔۔۔

فیضان

میں اسے گھر چھوڑ کر واپس آیا تو امی جان دیر سے آنے کے سبب غصے سے بھری بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ گھر میں داخل ہوتے ہی فلائی نگ چپل میرے منہ پر آکر لگی۔۔۔۔۔ جسے میں نے کرکٹ کی بول کی طرح فوراً کچ کیا تھا۔۔۔۔۔ اگلی چپل بھی بالکل تیار تھی میرے حسین چہرے کا بوسہ لینے کے لئے۔۔۔۔۔ لیکن میں نے اسے بھی یہ سعادت حاصل نہیں کرنے دی۔۔۔۔۔

بھوکو "۔۔۔ نہایت عزت افزائی کے ساتھ انھوں نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔۔۔

کافی اچھا نشانہ ہے آپ کا۔۔۔۔۔ کیوں مجھ پر ضائع کر رہی ہیں اس ٹیلیٹ

کو؟؟؟۔۔۔"میں نے مزاحیہ انداز میں کہا۔۔۔"تو امی جان غصے سے پیچ و تاب کھا کر اس بار ڈیڈ کا الٹے پاؤں کا جوتا لے کر میرے پیچھے دوڑی ہیں۔۔۔"میں نے بھی امی جان

کے پورے گھر کے تین چار چکر لگوا ڈالے پر ہاتھ نہ آیا۔۔۔۔۔ آخر کار ان کا سانس پھولا اور وہ رک کر مجھ سے وجہ پوچھنے لگیں دیر سے آنے کی۔۔۔۔۔ میں نے بھی ہاپنتے ہوئے انہیں سارا واقعہ بیان کر دیا۔۔۔۔۔

میری امی جان دل کی بہت اچھی خاتون تھیں۔۔۔۔۔ عنائزہ کی دادی کو رات کا کھانا امی جان ہی بھیجا کرتی تھیں۔۔۔۔۔ انہوں نے آج دو افراد کا کھانا باندھا۔۔۔۔۔ انہیں کافی ہمدردی تھی عنائزہ سے۔۔۔۔۔ سچ کہوں تو مجھے بھی اس بیچاری پر بھت ترس آ رہا تھا۔۔۔۔۔

اگلے دن میں اسکول جانے کے لئیے بس اسٹاپ پر بیٹھا بس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔ نا جانے دل میں کیوں عنائزہ کا خیال آ گیا۔۔۔۔۔ دل کو سوچی کہ ایک بار میں بھی تو دیکھوں عنائزہ کی دنیا کیسی دیکھتی ہے۔۔۔۔۔ اپنی جیب میں رکھا رومال نیکال کر آنکھوں پر باندھا اور صرف آوازوں کی مدد سے چلنے لگا۔۔۔۔۔

ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا تھا۔۔۔۔۔ اس قدر گوپ اندھیرا کے مجھے اپنے ہی ہاتھ دیکھائی نہیں دے رہے تھے۔۔۔۔۔ دوکانداروں کے چیخنے کی آوازیں۔۔۔۔۔ بچوں کی رونے کی آوازیں۔۔۔۔۔ خواتین کی آپس میں گفتگو کرنے کی آوازیں۔۔۔۔۔ گاڑیوں کے ہورن کی آوازیں۔۔۔۔۔ افسوس افسوس۔۔۔۔۔ اس قدر شور۔۔۔۔۔ مجھے تو اپنا ذہن مفلوج ہوتا نظر آیا۔۔۔۔۔ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کہاں جانا ہے۔۔۔۔۔ آنکھیں کتنی بڑی نعمت ہیں یہ اس لمحے جانا میں نے۔۔۔۔۔ اس اندھیرے میں مجھے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ جب کہ میں اس بات سے اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا کہ آنکھوں سے رومال ہٹاتے ہی مجھے واپس سورج کی کرنیں نظر آنے لگیں گی۔۔۔۔۔ میں واپس اس اجالے اور رنگین دنیا کو دیکھنے کے قابل ہو جاؤں گا۔۔۔۔۔ پھر بھی اس اندھیرے کو برداشت کرنا میرے لئے آسان نہ تھا۔۔۔۔۔ میں اس دوران ایک آدمی سے ٹکرا کر زمین بوس ہوا۔۔۔۔۔ سامنے سے ایک شخص سائیکل لے کر آ رہا تھا کیونکہ میں اچانک سے گرا تھا اس لئے وہ بیچارہ بھی بریک نہ لگا سکا اور مجھ سے اس کی بائی سائیکل ٹکرا گئی۔۔۔۔۔ میرے پاؤں پر کافی زور دار لگی تھی اور وہ بیچارہ بھی منہ کے بل زمین پر گرا پڑا تھا۔۔۔۔۔ میں نے فوراً اپنا رومال

تمہاری مہک سے پہچانا

میں اسکول کے ہال میں اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا اپنے پروجیکٹ کی پریزنٹیشن کی تیاری کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کے اچانک میری نظر ہال کمرے میں داخل ہوتی عنائی زہ پر پڑی۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ۔۔۔ ایک لڑکی اور تھی جو اسے پکڑ کر ہال کے اسٹیج تک لائی۔۔۔۔۔

مجھے تو اب پتا چلا تھا کہ وہ بھت ذہین ہوشیار لڑکی ہے۔۔۔۔ اس کا پروجیکٹ واقعی تعریف کے قابل تھا۔۔۔ وہ اس پروجیکٹ کے متعلق بولتے بولتے اچانک رک گئی۔۔۔ میں سمجھ گیا کہ وہ بھول گئی ہے۔۔۔ میں مائی یک صحیح کرنے کے بہانے اس کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور ہلکے سے کان میں سرگوشی کی ”کون سی فائل ہے پروجیکٹ کی؟؟؟“۔۔۔۔ میں مائی یک ٹھیک کرنے کی اداکاری کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ مجھے معلوم تھا کہ عنائزہ کے کانوں کی سماعت دوسرے لوگوں کے مقابلے کافی تیز ہے وہ ہلکی سی سوئی کی زمین پر گرنے کی آواز تک سن لیتی ہے۔۔۔۔۔ میں نے بھت مدھم سی آواز میں سرگوشی کی تھی مجھے یقین تھا سوائے اس کے اور کوئی نہیں سن سکے گا۔۔۔۔۔

بلیک فائل ”اس کے جواب دیتے ہی میں بلیک فائل لے کر بجلی کی تیزی“
دیکھاتے ہوئے۔۔۔ پرنسپل۔۔۔ ٹیچرز اور لوگوں کی نظروں سے بچا کر۔۔۔۔ نیچے زمین پر

پہلے جب امی جان دادی کو کھانا بھیجا کرتی تھیں۔۔۔۔۔ تو میں منہ بسورا کرتا۔۔۔۔۔ کبھی کبھار تو امی کے جوتے سے نوازش ہونے کے بعد ہی جایا کرتا۔۔۔۔۔ لیکن اب میں خود انتظار کرتا کہ وہ کب کہیں گی کہ جاؤ فیضان دادی کو کھانا دے آؤ۔۔۔۔۔ اور میں سلوٹ مارتا ہوا خوشی خوشی گھر سے نیکل کر اس کے گھر پہنچوں گا۔۔۔۔۔

*****-----*****

ایک رات میں کھانا دینے پہنچا تو دادی نے کہا عنائی زہ نہا رہی ہے۔۔۔ میں کھانا خود ہی ان کے کچن میں رکھ دوں۔۔۔۔۔ کچن کے بالکل سامنے ہی ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔۔۔ اس کمرے کی چھت پر مجھے ستارے لگے ہوئے نظر آئے۔۔۔۔۔ ان ستاروں نے میری توجہ اپنی جانب خود ہی مبذول کی تھی۔۔۔ میں قریب سے دیکھنے کی نیت سے کمرے میں بغیر نوک کئیے داخل ہو گیا۔۔۔۔۔ میں سچ کہتا ہوں۔۔۔ میرے ذہن سے ان ستاروں کو دیکھنے

کے چکر میں یہ بات بالکل نیکل گئی تھی کہ میں بغیر اجازت عنائی زہ کے کمرے میں داخل ہو گیا ہوں۔۔۔۔۔ اس کا کمرہ اچھوٹا سا تھا مگر بھت خوبصورت۔۔۔

کوئی ی ہے یہاں؟؟؟“ عنائی زہ نہاء کر نیکی تھی۔۔۔۔۔ وہ سفید رنگ کی کُرتی ”

۔۔۔۔۔ بلیک چوڑیدار پاجامہ میں ملبوٹ تھی۔۔۔۔۔ نہا کر نیکلنے کے سبب اس کے آبشار گیلے

تھے۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ نکھرا نکھرا۔۔۔۔۔ وہ میری جانب ہی چلتی ہوئی آرہی تھی۔۔۔۔۔

”میں فیضان“ اس کا خوبصورت سراپا تکتے ہوئے کھوئے کھوئے انداز میں ---- میں
نے جواب دیا۔ ----

اووو۔۔۔۔۔ تم آئے ہو۔۔۔۔۔ لیکن تم میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو؟؟؟“ وہ بیڈ پر جھک کر دوپٹہ اٹھا کر اپنے شانوں پر سیٹ کرتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔۔۔۔۔

سوری۔۔۔۔۔ بغیر اجازت آنے کے لئی ے۔۔۔۔۔ میں کھانا لایا ہوں۔۔۔۔۔ جلدی کھا لینا ”

۔۔۔۔۔ ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔۔۔۔ ”مجھے عجیب سی گرمی محسوس ہو رہی تھی عنائ زہ کے وجود سے۔۔۔۔۔ وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ مجھے اپنی کیفیت غیر ہوتی معلوم ہوئی۔۔۔۔۔ مجھے وہاں ایک منٹ بھی اور روکنا بہتر نہ لگا۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔۔ ”اس نے پیچھے سے آواز دے کر روکا۔۔۔۔۔“

جی؟؟؟“ میں بغیر مڑے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔“

ستارے دیکھنے کا تمہیں بھی شوق ہے؟؟؟۔۔۔۔۔ تم میرے کمرے میں یہ ستارے ہی دیکھنے آئے تھے ناں؟؟؟“ اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہاں میں ستارے دیکھنے ہی آیا تھا۔۔۔۔۔ پر انھیں دیکھنے کا مجھے اتنا خاص شوق نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں اس کی جانب رخ کر۔۔۔۔۔ اپنا ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔۔۔ ”کیوں؟؟؟“۔۔۔۔۔ تمہیں ہے؟؟؟“ میں نے تجسس سے پوچھا

بھت ----- بھت زیادہ ---- کاش میں انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتی ”
 --- امی کہتی تھیں یہ بھت خوبصورت ہوتے ہیں --- بچپن سے ستاروں سے سجا
 آسمان دیکھنے کی میری بڑی خواہش ہے ---- پر ---- یہ کبھی پوری نہیں
 ہو سکتی ---- اب تو ماما پاپا بھی نہیں رہے ---- جو ان آنکھوں کو روشنی دینے کا خواب
 رکھتے تھے ---- ”وہ نہایت افسردگی سے بولی ---- میرے دل میں ہلچل سی مچ گئی
 تھی اس کی خواہش سن -----

اس دن --- میں نے ڈیساڈ کر لیا کے میں ڈاکڑ بنوں گا۔۔۔۔۔ تاکے بھت سی اندھیری
زندگیوں کو اس رنگین دنیا سے تعارف کرواوں۔۔۔۔۔

میں نے امی اور پاپا دونوں سے ضد کی کے ایک بار عنائی زہ کو ڈاکٹر کو دیکھا دیں۔۔۔۔۔ وہ
دونوں صرف میری ضد کرنے کے سبب عنائی زہ کو ڈاکٹر کے یہاں لے گئے۔۔۔۔۔ میں
ہسپتال عنائی زہ کے ساتھ ہی گیا تھا۔۔۔۔۔ وہاں اس کے کچھ ٹیسٹ ہوئے۔۔۔۔۔

تمہیں لگتا کے میں دیکھ سکوں گی؟؟؟۔۔۔ میں تمہیں۔۔۔ دادای کو۔۔۔ انکل ”
انٹی کو دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ میں رات کے وقت اپنے کمرے کی کھڑکی سے ستاروں سے
سجا ہوا آسمان دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ ”عنائی زہ کافی پر امید معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ اس کا
لہجہ بھی مسرت سے بھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔

میں بس دل ہی دل دعاگو تھا کے سب بہتر ہو۔۔۔۔۔ آپریشن کے ذریعے آنکھوں کی روشنی لانے کے چانس ہوں۔۔۔۔۔

ماما پایا ڈاکڑ کے کمرے سے باہر اداس سہ چہرہ لئیے نیکلے۔۔۔۔۔ ان کے چہرے پر
 چھائی می ہوئی می اداسی دیکھ میں سمجھ گیا تھا کے ڈاکڑ نے کیا جواب دیا۔۔۔ اس
 لئیے میں نے عنائی زہ کے سامنے آنکھوں کے اشارے سے امی جان سے
 پوچھا۔۔۔۔۔ انھوں نے رنجیدہ سہ چہرہ بنا کر نفی میں گردن ہلا دی۔۔۔۔۔

ہماری خاموشی کے سبب عنائزہ سمجھ گئی می تھی کے اس کی آنکھیں آنے کی
کوئی می امید نہیں۔۔۔۔۔ وہ بس واپسی پر پورے راستے خاموش بیٹھ کر آئی می۔۔۔۔۔ میں
اگر لکھوں کہ میں سمجھ سکتا تھا کہ وہ کیا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ تو یہ جھوٹ ہوگا
۔۔۔ کیونکہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔۔۔ صرف جس پر بیٹی ہے وہی جانتا ہے۔۔۔۔۔

میں کچھ لمحیں اندھیرے میں گزارنا پسند نہ کروں اور اس بیچاری کی پوری زندگی اندھیرے میں گزر گئی تھی اور اب اس کی آخری امید نے بھی دم توڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ گھر پہنچ کر جب وہ اپنی دادی کے گلے لگی۔۔۔۔۔ تو اس قدر چھوٹ چھوٹ کر روئی کہ میرا دل تڑپ

اٹھا۔۔۔۔۔ یقین مانیں اس لمحے بس نہ چلتا تھا کہ اس کے دامن کے سارے دوکھ و غم و رنج اپنے دامن میں بھر لوں۔۔۔۔۔ اور اپنے دامن کی ساری خوشیاں اسے دے دوں۔۔۔۔۔

کچھ دنوں بعد ---- جب میں اسکول کے ہال میں داخل ہوا۔۔۔ تو عجب منظر دیکھا۔۔۔ میرے ہی جگمگی دوست عنائے زہ کا نابینا ہونے کے سبب مزاق اڑا رہے تھے۔۔۔۔

”اوائے اندھی۔۔۔۔ چل پھوٹ یہاں سے اپنا پروجیکٹ لے کر۔۔۔۔ یہ کامپیٹیشن ہم ہی جیتیں گے“ عاقب نے نہایت تذلیل آمیز لہجے میں عنائزہ سے کہا تو میرا خون کھول گیا۔۔۔۔

”تمہیں پتا ہے میں ضرور جیت جاؤں گی۔۔۔ اس لڑی مجھے ڈرا کر بھگانے کی
کوشش کر رہے ہو۔۔۔۔“ عنائی زہ کانفیڈنس سے بولی۔۔۔۔

جیتے گی اور وہ بھی تجھ جیسی اندھی۔۔۔۔ خوابوں میں۔۔۔۔ جاگتے ہوئے خواب دیکھنا
بند کر۔۔۔۔ سمجھی ”عاقب نے حقارت بھری نظریں عنائی زہ پر ڈالتے ہوئے بکواس
کی۔۔۔۔ جسے سن کر میں خود پر قابو نہ رکھ سکا۔۔۔۔ میں نے اس کے بچپن کے دوست اور
کیمسٹری پروجیکٹ کے ساتھی ہونے کا بھی لحاظ نہ رکھا۔۔۔۔ اور زور دار موکا اس کے منہ پر
دے مارا۔۔۔۔ میرے مارتے ہی اس کی ناک سے خون نیکل آیا۔۔۔۔ اس نے پلٹ کر مجھ
پر وار کرنا چاہا مگر میں پے در پے اس کے چہرے پر مکے برسائے لگا۔۔۔۔ اسے سمبھلنے
کا موقع ہی نہ دیا۔۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔۔ کیا ہو گیا تھا اس لمحے مجھے۔۔۔۔ میں غصے
سے پاگل ہو گیا تھا۔۔۔۔

بس نہیں چل رہا تھا آج عاقب کو جان سے ہی مار دیتا۔۔۔۔۔

بڑی مشکل سے ہال میں موجود لڑکوں نے مجھ سے عاقب کو چھڑوا یا۔۔۔ "ہمت کیسی ہوئی می تیری عنائی زہ سے اس طرح بات کرنے کی"۔۔۔ میں نے اسے ٹھیک ٹھاک سبق سیکھا دیا تھا۔۔۔۔

میری لڑائی کی کمپلین جب گھر پہنچی۔۔۔۔۔ تو امی جان کو محسوس ہوا کہ عنائی زہ کے ساتھ میرا رونا ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔ وہ ایک نابینا لڑکی ہے۔۔۔۔۔ جس سے ہمدردی تو کی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔ پر مزید کوئی می اور جذبہ اس کے لئی رکھنا میرے برائٹ فیوچر کے لئے مناسب نہیں۔۔۔۔۔ میرے فیچر کی خاطر امی جان نے مجھے میٹرک کرتے ہی ماموں جان کے گھر بھیجنے کی ٹھان لی۔۔۔۔۔ وہ صرف مجھے عنائی زہ سے دور کر رہی تھیں

ایک رات کھانا دینے اس کے گھر گیا تو اسے بھت اداس بیٹھا پایا۔۔۔۔۔ ”کیا ہوا؟؟؟ اتنی اداس کیوں ہو؟؟؟“ وہ باہر صحن میں چئی پر پر بیٹھی ہوئی تھی میں بھی اس کے برابر میں ہی چئی پر لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

”تم واقعی جارہے ہو؟؟؟“ اس نے مبہت افسردگی بھرے لہجے سے سوال کیا۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔" میں نے بھی اتنا ہی اداس ہو کر جواب دیا۔۔۔۔۔"

”تمہارے جانے کے بعد میں بھت اکیلی ہو جاؤں گی۔۔۔۔“ اس کی آنکھوں میں نمی ”
آگئی می تھی یہ کہتے ہوئے۔۔۔۔“ تمہیں پتا ہے ناں تم اس اندھی لڑکی کے واحد دوست
ہو“ اس نے خود کو اندھی کہا تو میرا دل تڑپ اٹھا۔۔۔۔ لگا یہ اندھی لفظ نشتر کی طرح دل
کو چبا ہے۔۔۔۔

” کاش میرے پاس بھی آنکھیں ہوتیں تو وہ لڑکے مجھے اتنا ذلیل نہ کر پاتے۔۔۔۔۔ نہ تمہیں ان سے میری خاطر لڑنا پڑتا۔۔۔ اور نہ تمہاری امی تمہیں یہاں سے بھیجنے کا ارادہ کرتیں۔۔۔۔۔ سمجھ نہیں آتا لوگ اتنے ظالم کیسے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اگر ان کے پاس خدا کی دی ہوئی آنکھیں ہیں اور میرے پاس نہیں۔۔۔۔۔ تو کیا اس میں میری خطا ہے؟؟؟۔۔۔۔۔ لوگوں کو شاید لگتا ہے وہ اندھے کو اندھا بول رہے ہیں تو اس میں غلط کیا۔۔۔۔۔ چاہے وہ بیچارہ یہ لفظ سن اپنے لئیے تذلیل محسوس کرتا ہو۔۔۔۔۔ کیا یہ اندھا ہونا کم مشکل ہے اس دنیا میں۔۔۔ جو یہ لوگ ہمیں ذلیل کر کے۔۔۔ ہمارے لئیے اوپو چنیوٹیز کے راستے بند کر کے۔۔۔ ہمارے عزت نفس کو مجروح کر کے۔۔۔ اپنے ضمیر کو تسکین دیتے ہیں یہ کہہ کر کے اندھے کو اندھا کہا تو غلط کیا۔۔۔۔۔ میری پورے وجود میں موجود صفات کو نظر انداز کر۔۔۔ لوگوں کو صرف میرا اندھا ہونا نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ کیا تمہیں بھی میں صرف ایک اندھی لڑکی لگتی ہوں فیضان؟؟؟۔۔۔ تمہیں بھی میری کوئی خوبی نظر نہیں آتی؟؟؟۔۔۔۔۔ یا تم مجھے ترس

”نہیں۔۔۔۔۔ عنائی زہ۔۔۔۔۔ مجھے تو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ تم نابینا ہو۔۔۔۔۔ مجھے تو
تم بھت خوبصورت لگتی ہو۔۔۔۔۔ خدا کا شکر ہے میں ان لوگوں کی طرح اندھا نہیں
جنہیں تمہاری خوبیاں اور صفات نظر نہیں آتیں۔۔۔۔۔ میرے نزدیک تم نہایت ذہین و
ہوشیار لڑکی ہو۔۔۔۔۔ جس نے مجھے اور میرے دوستوں کو کمپٹیشن میں ہرا دیا۔۔۔۔۔ وہ
بھی وہ کمپٹیشن جسے ہم کئی سالوں سے جیتے آرہے تھے۔۔۔۔۔ حقیقت یہ نہیں ہے کہ
انہیں تمہاری خوبیاں نظر نہیں آئیں۔۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ جل گئے کہ تم ان سے
آگے نکل گئی ہو۔۔۔۔۔ یہ ان کمینوں سے ہضم نہ ہو سکا اس لیے تمہیں ذلیل کر کے نیچا
دیکھانے کی کوشش کرنے لگے۔۔۔۔۔ تاکہ ان کا ایگو سیٹیڑفائے رہے۔۔۔۔۔ اور رہی
ترس کھانے کی بات۔۔۔۔۔ تو میں تم پر ترس کیوں کھانے لگا۔۔۔۔۔ میرے نزدیک تو تم
ایک بہادر لڑکی ہو۔۔۔۔۔ جو ڈٹ کر ہر مشکل کا سامنا کرتی ہے۔۔۔۔۔ جو اپنی کمزوری کو

Visit For More Novels : www.urduromelbank.com Page 25
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

کوئی می چیز دے جاؤں۔۔۔ جسے وہ جب بھی دیکھے تو مجھے یاد کرے۔۔۔۔ میں نہیں جانتا
کیوں پر میں چاہتا تھا کہ اس کی یادوں میں ہمیشہ زندہ رہوں۔۔۔ وہ میری بات سن مسکرا
دی۔۔۔۔

مجھے سائیکل چلانا نہیں آتا“ اس نے بھولے پن سے جواب دیا۔۔۔۔

کوئی بات نہیں میں سکھا دیتا ہوں“ --- میں نے بار بار عنائے زہ کے انکار کے باوجود اسے سائیکل پر بیٹھا دیا۔۔۔۔

پر؟؟؟۔۔۔ میں کیسے چلا سکتی ہوں ؟؟؟۔۔۔ "وہ کافی پریشان ہو کر گویا ہوئی۔۔۔۔۔"

جیسے سب چلاتے ہیں --- "میں جانتا تھا کہ وہ کیوں ہچکچا رہی ہے لیکن میں نے اس کی کمزوری پر ذرا بھی دھیان نہ دیا۔۔۔"

سب دیکھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ پر میں۔۔۔۔۔ "وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ میں تیزی سے بات کاٹتے ہوئے بیچ میں بولا

سب دیکھ سکتے ہیں تو کیا۔۔۔۔۔ تم سن سکتی ہو۔۔۔۔۔ اور تمہاری کانوں کی سماعت عام انسان کی کانوں کی سماعت سے دوگنی ہے۔۔۔۔۔ چلو ایک بار ٹرائی تو کرو۔۔۔۔۔" میرے بھت اصرار پر آخر کار وہ مان گئی۔۔۔۔۔

یا اللہ مجھے بچا لینا۔۔۔۔۔ فیضان تو آج ہاتھ دھو کر میری جان کے پیچھے پڑھ گیا ہے۔۔۔۔۔ اس نے بلند آواز سے دعا کی تاکہ میں سن کر اپنا ارادہ ترک کر دوں۔۔۔۔۔ پر میں ذرا ضدی قسم کا لرکا تھا۔۔۔۔۔ اس کی سائیکل ایک ہاتھ سے پکڑ کر میں آئستہ آئستہ چلانے لگا۔۔۔۔۔ پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ اب خود چلا کر اپنا جسمانی بیلنس برقرار رکھ سکتی ہے تو میں نے سائیکل چھوڑ دی۔۔۔۔۔

آہ “ اس نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ اگر وہ پینک نہ کرتی تو مجھے یقین ہے وہ سائیکل باآسانی چلا لیتی۔۔۔۔۔

ارے سائیکل کا ہینڈل تو پکڑو میری ماں۔۔۔۔۔ “ اس نے ڈر کے مارے ہینڈل ہی چھوڑ خ
“ دیا تھا۔۔۔۔۔ ” کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ تم بھت اچھی چلا رہی ہو۔۔۔۔۔ ایسے ہی چلاتی رہو
میں قریب جا کر اس کا حوصلہ بڑھاتا رہا۔۔۔۔۔ یہ تو اچھا ہے میں اسے قریب ہی پارک میں
لے آیا تھا۔۔۔۔۔ اور یہاں زیادہ لوگ بھی نظر نہیں آرہے تھے۔۔۔۔۔

اچانک سے میری نظر پارک میں کھڑی ایک عورت پر پڑی۔۔۔۔۔ میں نے ذرا غور سے
دیکھا تو وہ عنائ زہ کی چاچی تھیں۔۔۔۔۔ میں الجھن میں پڑھ گیا کہ یہ صبح ہی صبح یہاں
کیا کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ میں انھیں دیکھنے میں ایسا الجھا کہ کچھ لمحوں کے لئیے عنائ زہ کا
خیال ذہن سے اتر گیا۔۔۔۔۔

وہ بیچاری بیلنس برقرار نہ رکھنے کے سبب سائیکل سمیت گرئی می۔۔۔۔۔ "اوچ" اس کے چیخنے کی آواز سن۔۔۔۔۔ اگلے لمحے جب میں نے اس کی جانب دیکھا تو وہ نازک صفت گریا سائیکل کے ساتھ زمین بوس تھی۔۔۔۔۔

لگی تو نہیں "یہ کہہ کر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانے کی نیت سے اپنی جانب کھینچا۔۔۔۔۔ اس لمحے وہ میرے سینے سے آ لگی۔۔۔۔۔ اس کی ناک میری ناک سے ٹکرا گئی۔۔۔۔۔ وہ تو مجھے دیکھ نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔ پر مجھے اس کا خوبصورت سراپا آنکھوں کے راستے دل میں اترتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھیں نہایت خوبصورت۔۔۔۔۔ جھیل جیسی گرئی یں۔۔۔۔۔ انھیں دیکھ کر ذرا بھی نہیں لگتا تھا کہ وہ دیکھنے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔۔۔۔۔ اس کا رنگ برف کی طرح سفید۔۔۔۔۔ اس کے ہونٹ گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند۔۔۔۔۔ وہ تو پورا کا پورا حُسنِ مجسمہ تھی۔۔۔۔۔ میں کچھ لمحوں کے لئیے اس کے حسن میں محو ہو کر رہ گیا۔۔۔۔۔ اس نے اچانک میرے چہرے پر ہاتھ پہرا۔۔۔۔۔

تمہیں پسینے کیوں آرہے ہیں اتنی ٹھنڈ میں؟؟؟“ وہ مجھ سے فکر مند ہو کر استفسار کرنے لگی۔۔۔۔۔ میں ہلکا سا خود ہی اس سے دور ہٹا۔۔۔۔۔ میری کیفیت کافی غیر ہوگئی تھی۔۔۔۔۔ مجھے شدید گرمی کا احساس ہونے لگا۔۔۔۔۔

عنائی زہ کے گرنے کے سبب پاؤں پر چوٹ آگئی تھی تو بجائے اسکول لے جانے کے --- میں اسے گھر واپس لے آیا۔۔۔۔۔

تم یہاں روکو۔۔۔ میں ابھی آتا ہوں۔۔۔۔ میں نے عنائی زہ کو گھر کے باہر بیچ پر بیٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔ کیونکہ میں نے اس کی چاچی کو اپنے گھر میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ مجھے تجسس ہوا کہ وہ میرے گھر کیوں آئی ہیں۔۔۔۔ میں دبے پاؤں گھر میں داخل ہوا۔۔۔۔

میں امی جان اور عنائے زہ کی چاچی کی باتیں خاموشی سے دیوار سے لگ کر سنیں
لگا۔۔۔۔۔ جنھیں سن کر مجھ پر حیرت انگیز انکشاف ہوئے۔۔۔۔۔

میں نے آپ سے خاص طور پر ملنے کی ضد صرف اس لئے کی --- کیونکہ ڈاکٹر کے " مطابق عنائ زہ کی آنکھوں کی روشنی واپس آسکتی ہے --- پر اچھی خاصی رقم آپریشن کے لیے درکار ہے --- ہم نے ابھی تو عنائ زہ اور اس کی دادی سے جھوٹ بول دیا ہے --- کیونکہ ہم مدلل کلاس لوگ ہیں --- ہمارے پاس اتنی بڑی رقم نہیں ہے کہ عنائ زہ کا آپریشن کروا سکیں --- پر آپ امیر لوگ ہیں --- ساتھ ساتھ عنائ زہ کی دادی نے مجھے بتایا کہ عنائ زہ کے والد امیر آدمی تھے --- ان کا اپنا گھر بھی تھا --- کیوں ناں آپ وہ گھر بیچ کر --- " ابھی میری امی کچکاہٹ کے ساتھ بول ہی رہی تھیں کہ عنائ زہ کی چاچی بڑے سخت لہجے میں بیچ میں بول پڑیں

ہاں عنائ زہ کے والد امیر ضرور تھے لیکن صرف دنیا کو دیکھانے کے لئیے۔۔۔۔۔
انہوں نے بینک سے کافی لون لے رکھا تھا گھر کو گروی رکھ کر۔۔۔ اس لون کو میرے
شوہر نے اتارا۔۔۔۔۔ تو وہ گھر اب ہمارا ہے۔۔۔۔۔ عنائ زہ کا اس پر اب کوئی حق نہیں
۔۔۔۔۔ اور رہی آپریشن کے پیسوں کی بات۔۔۔۔۔ تو میری بھی دو بیٹیاں ہیں۔۔۔۔۔ مجھے
انہیں بھی دیکھنا ہے۔۔۔۔۔ پلیر عنائ زہ کے سلسلے میں آئی بندہ مجھے یوں فون کر کے
مت بلائیے گا۔۔۔۔۔ ”اس کی چاچی کے لہجے کی سختی میرے دل کو بری طرح چب رہی
تھی۔۔۔ وہ یہ کہ کر اترتے ہوئے اٹھ کر چلی گئی ہیں۔۔۔۔۔

میری آنکھوں میں عنائی زہ کا وہ پرامید چہرہ گھومنے لگا۔۔۔ جب وہ ہسپتال میں یہ امید باندھے بیٹھی تھی کہ میرے والدین ڈاکٹر کے روم سے باہر آکر اسے خوشخبری دیں گے کہ ابھی امید باقی ہے ان اندھیری آنکھوں میں روشنی کے سنہرے رنگ بھرنے کی۔۔۔۔

ناجانے وہ کون سے احساس تھا جو مجھ میں جرت لے آیا اور میں عنائی زہ کی چاچی کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے بیٹا؟؟؟“ میں انھیں غصے سے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔۔۔ میری آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔۔۔ مجھے عنائی زہ نے ایک بار بتایا تھا کہ اس کی چاچی نہایت مکار اور جھوٹی عورت ہے۔۔۔۔۔ مجھے یقین تھا کہ انھوں نے عنائی زہ کے نابالغ ہونے کا فائدہ اٹھایا ہے اور اس کے والد کی جائیداد پر قبضہ جمع کر بیٹھ گئی ہیں۔۔۔

آپ جھوٹ بول رہی ہیں۔۔۔۔۔ عنائی زہ کے والد پر بینک کا کوئی قرضہ تھا ہی نہیں۔۔۔۔۔ ”میں نے بڑے بھرم سے ان کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ میں صرف ان کا ری۔ ایکشن دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ تاکہ اندازہ لگا سکوں کہ وہ سچ بول رہی ہیں یا جھوٹ۔۔۔۔۔ میں نے کافی بھرم سے اپنی بات کا دعوہ کیا۔۔۔۔۔ اگر وہ سچی ہیں تو ذرا بھی

نہ گھبرائیں گی لیکن اگر وہ چھوٹی ہیں تو فوراً سٹ پٹا جائی گی۔۔۔۔ اور ایس ای ی
ایکسپیکٹ وہ بوکھلا گئی ہیں ایک دو لمحوں کے لئے۔۔۔۔

ن۔۔۔۔ نہ۔۔۔۔ نہیں تو۔۔۔۔ تم سے کس نے کہا؟؟؟“ سردی کے موسم میں پسینے
چھوٹ گئی ہے تھے ان کے۔۔۔۔ وہ اپنی بات بنانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔۔ پر
ان کی بد قسمتی۔۔۔۔ میں جان چکا تھا وہ جھوٹ بول رہی ہیں۔۔۔۔ میرا بھرم سے کہنا ان
پر اثر انداز ہو گیا تھا۔۔۔۔

مجھے خود عنائی زہ نے بتایا ہے۔۔۔۔ میں تو اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں۔۔۔۔ بس میرا
اپنے دونوں ہاتھ فولٹ کر۔۔۔۔۔۔۔۔ بھرم سے انھیں کول لگ دیتے ہوئے کہنا تھا وہ بری
طرح گھبرا گئی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ مانو واقعی کوئی راز تھا جس کی پردہ داری تھی۔۔۔۔

یہ چھوڑیں۔۔۔ آپ کو ایک راز کی بات بتاتا ہوں۔۔۔ میرے ماموں پولیس افسر ہیں ”

۔۔۔۔ اب آپ بتائیں آپ عنائزہ کے آپریشن کے پیسے دیں گی یا نہیں؟؟؟ ” میں نے ابرو اچکا کر دھمکی امیز لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔ میری امی منہ کھولے کھڑی تھیں

میری باتیں اور روعب دار انداز دیکھ۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ اچھی طرح واقفیت رکھتی تھی کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ میرے ایک ہی ماموں ہیں۔۔۔۔۔ وہ ایک پرفیوم بنانے والی کمپنی میں کام کرتے ہیں۔۔۔۔۔

کہتے ہیں ناں ضرورت ایجاد کی ماں ہے ---- سمجھیں میں نے بھی عنائ زہ کی خاطر آنن
فانن نیا ماموں ایجاد کر لیا تھا۔۔۔۔ اور اسے پڑھا لکھا کر پولیس افسر بھی بنا ڈالا

تھا۔۔۔ مزے دار بات یہ تھی کہ امی بھی بھاپ گئی ہیں کے عنائی زہ کی چاچی گھبرا گئی ہیں ہیں میرے ایجاد کردہ آرٹیفیشل پولیس افسر۔۔۔ ماموں کا سن کر۔۔۔

فیضان چھوڑ دو راستہ۔۔۔ میں اب اپنے بھائی می سے بات کر لوں گی۔۔۔ سوچا تھا ” معاملہ ہم دونوں کے درمیان ہی رہے تو بہتر ہے۔۔۔ کیوں اپنے بھائی کو پریشان کروں۔۔۔ پر لگتا ہے اب۔۔۔ ” ابھی امی بول ہی رہی تھیں کے عنائی زہ کی چاچی تیزی سے بیچ میں بول پڑی۔۔۔

عنائی زہ میری بیٹی جیسی ہے۔۔۔ میں اس کا آپریشن کرانے کے لئیے تیار ” ہوں۔۔۔ آپ اپنے بھائی می کو پریشان نہ کریں۔۔۔ ” وہ عورت جو تھوڑی دیر پہلے کڑوے کریلے کی طرح کڑواہٹ زبان سے اگل رہی تھی وہ اب اپنے منہ سے شیرنی برسانے لگی۔۔۔ میں اور امی ان کی بات سن زیر لب مسکرا دیئے۔۔۔

میں باہر عنائی زہ کو آپریشن کی خبر دینے گیا تو یہ دیکھ میرے ہوش اڑے کے عنائی زہ وہاں وجود نہیں ہے۔۔۔۔ میں فوراً عنائی زہ کے گھر گیا وہاں دادی سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کے عاقب نامی ایک لڑکا آیا تھا عنائی زہ کا پوچھنے۔۔۔ کہ رہا تھا کسی پروجیکٹ کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔ یہ بات سن میرا ذہن کھٹکا۔۔۔۔

میں عاقب کی شخصیت سے اچھی طرح واقف تھا۔۔۔۔۔ عنائی زہ کی وجہ سے اسے اسکول سے نیکال دیا گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ بدلے کی آگ میں کسی بھی حد تک گر سکتا تھا۔۔۔۔۔ میں پاگلوں کی طرح عنائی زہ اور عاقب کو ڈھونڈنے کی کوشش کرتا رہا۔۔۔

وہ دونوں کہیں نہیں مل رہے تھے۔۔۔۔ اور نہ میرے کسی دوست کو عاقب کی خبر تھی۔۔۔۔ ہمارے گھر سے تھوڑی دور ایک بلڈنگ تعمیر ہو رہی تھی۔۔۔۔ جس کا کنسٹرکشن کا کام ایک دو مہینوں سے رکا ہوا تھا اس لیے وہ جگہ سنسان رہتی تھی۔۔۔۔ جب وہ

بے دردی سے عنائی زہ کے پیٹ پر ماری۔۔۔۔۔ وہ اتنی زور سے چیخنی کے میرا دل دھل گیا۔۔۔۔۔

عاقب ”میں زور سے چیخا۔۔۔۔۔ وہ میری جانب مڑ کر دیکھتا اس سے قبل ہی میں اس ”
 پر شیر کی طرح جھپٹ پڑا۔۔۔۔۔ عنائی زہ زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی۔۔۔۔۔ میں نے پے در
 پے ملے عاقب کے چہرے پر رسید کئی۔۔۔۔۔ اس کی ناک اور منہ سے خون نیکل آیا
 تھا۔۔۔۔۔ اس نے اپنے بچاؤ کے لئیے وہاں پاس رکھا ایک ڈنڈا اٹھا کر مجھ پر وار کیا
 ۔۔۔۔۔ میں نے دو بار تو اس کا وار ڈوچ کیا۔۔۔۔۔ پر اس نے جب تیسری بار وار کیا تو وہ
 ڈائریکٹ میرے چہرے پر لگا۔۔۔۔۔ میرے چہرے کی کھال پھٹ گئی اور خون نیکلنے
 لگا۔۔۔۔۔ پر۔۔۔۔۔ میرے سر پر خون سوار تھا کے اس نے عنائی زہ کو ہاتھ لگانے کی
 ہمت بھی کیسے کی۔۔۔۔۔ میں ہلکا سا جھک کر۔۔۔۔۔ اس کے پیٹ پکڑ کر۔۔۔۔۔ اسے پیچھے کی
 جانب دھکیلنے لگا۔۔۔۔۔ میں نے اسے دیوار سے چپکا ڈالا تھا۔۔۔۔۔ اس نے میری کمر پر دو
 تین گھونٹے زور زور سے مارے۔۔۔۔۔ پر میں اس کے ہاتھ سے ڈنڈا چھیننے میں کامیاب

ہوا۔۔۔ میں نے بھی نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔۔۔۔۔ زور سے ڈنڈا اس کے منہ پر دے مارا
۔۔۔۔۔ وہ اگلے ہی لمحے زمین بوس پڑا تھا۔۔۔

تیری ہمت کیسے ہوئی می میری عنائی زہ پر ہاتھ اٹھانے کی؟؟؟ ”مجھے احساس بھی نہیں ہوا کہ کب میں نے عنائی زہ کے لئے (میری) کا لفظ غصے میں استعمال کرنا شروع کر دیا۔۔۔ میں جب اگلا حملہ کرنے لگا تو امی بچ میں آگئی انہوں نے بڑی مشکل سے مجھے روکا۔۔۔۔۔ میں اس وقت ان کے بھی قابو میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ عاقب کو آج جان سے مار دوں۔۔۔۔۔ امی نے عاقب کو اٹھایا اور میں تیزی سے عنائی زہ کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ میرے اٹھاتے ہی وہ سہمی ہوئی می نازک سی پری۔۔۔۔۔ میرے سینے سے لگ گئی۔۔۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔

عاقب نے مجھ سے کہا کہ وہ بہت شرمسار ہے اپنی اسکول ولی غلطی ”

پر-----کہنے لگا کہ اس نے تم سے بھی معافی مانگ لی ہے۔۔۔۔۔ اس نے کہا ایک

پروجیکٹ ہے جس میں اسے میری ضرورت ہے۔۔۔۔ ایک بار میں چل کر دیکھ لوں
 ۔۔۔۔ اس عاقب نے میرے اندھا ہونے کا فائی دہ اٹھایا۔۔۔۔ مجھے یہاں سنسان جگہ
 لے آیا اپنی کار میں بیٹھا کر۔۔۔۔ میں بھی خاموشی سے اس کے ساتھ یہاں تک چلی
 آئی۔۔۔۔ مجھے تو کچھ نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔ بس اس خاموشی سے احساس ہوا کہ
 ضرور کچھ گڑبڑ ہے۔۔۔۔ میں نے بھاگنے کی کوشش کی پر اندھی ہونے کے سبب میری
 رفتار کافی سلو تھی اس لئے بھاگ بھی نہ سکی۔۔۔۔ ”وہ روتے ہوئے مجھے بتانے
 لگی کہ عاقب نے اس کے نابینا ہونے کا کیسے ناجائز فائی دہ اٹھایا۔۔۔۔۔“

وہ بیچاری بار بار خود کو اندھا کہہ کر مخاطب کر رہی تھی۔۔۔۔ جو مجھ سے بالکل برداشت نہیں
 ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ میں شدید کرب میں مبتلا تھا اس کی حالت دیکھ۔۔۔۔۔

مجھے اس بات کی ذرا بھی خبر نہ تھی کہ امی نے عاقب کو مارتے وقت میرے منہ سے
 (میری عنائی زہ (کہنا سن لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ ماں تھیں۔۔ اور ماں کو پتا ہوتا ہے اس کے

بچے کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند ----- مجھ سے پہلے انہوں نے جان لیا کہ میرے دل میں عنائزہ کے لیے کیا جذبات ہیں-----

عنائی زہ ہسپتال میں ایڈمٹ تھی۔۔۔۔ اور امی بغیر میٹرک کا امتحان دلوائے مجھے ماموں کے ساتھ بھیج رہی تھیں۔۔۔۔ وہ میرا پورا ایک سال ضائع کرنے کے لئیے تیار تھیں پر یہاں مزید رکنے دینے کے لئیے نہیں۔۔۔۔ مجھے بالکل سمجھ نہیں آ رہا تھا اس وقت۔۔۔۔ کے آخر۔۔۔ وہ کیوں بضد ہیں مجھے بھیجنے کے لیے؟؟؟۔۔۔۔

پر میں بھی ضد پر اڑ گیا۔۔۔۔۔ کے جب تک عنائے زہ کی آنکھوں کا آپریشن نہیں ہو جاتا
۔۔۔ میں اسے اکیلے چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔۔۔۔۔

امی نے میری ٹرین کی ٹکٹ اسی دن کی بک کرائی جس دن عنائزہ کا آپریشن تھا۔۔۔۔۔ تاکہ میں عنائزہ کا آپریشن ہوتے ہی یہاں سے چلا جاؤں۔۔۔۔۔

عنائی زہ کا آپریشن کامیاب ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ میں آج ہی جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ میں نے ایک خط لکھ کر بیڈ کی سائیڈ ڈرور پر رکھ دیا۔۔۔۔۔

عنائی زہ کی آنکھوں پر سفید رنگ کی پٹی بنی تھی --- اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا
تھا۔۔۔ جبکہ میرے جانے کا وقت ہو گیا تھا۔۔۔ وہ مجھ سے بار بار کہ رہی تھی آپریشن
روم میں جانے سے پہلے کے آنکھوں کی روشنی آنے کے بعد جس شخص کو سب سے پہلے
دیکھنے کی شدید عارضو رکھتی ہے وہ میں ہوں۔۔۔۔ اس لئے میں ہمت ہی نہ کر سکا اسے
بتانے کی کہ میں آج لاہور جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ واپس لوٹنے کی ابھی کوئی می خبر
نہیں۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے میں بھی ماموں کی طرح وہیں سیٹل ہو جاؤں۔۔۔

مجھے پرفیوم میکر بنے کا بہت شوق تھا۔۔۔۔۔ میں کیمسٹری میں شروع سے ہی اچھا اسٹوڈنٹ رہا تھا۔۔۔۔۔ میری ناک ہر طرح کی خوشبو کو آسانی سے پہچان لیتی تھی۔۔۔۔۔ یہ

ایک سال بعد مجھے خبر ملی کہ عنائی زہ کی دادی کا انتقال ہو گیا۔۔۔ میں بہت افسردہ تھا۔۔۔۔ میں جانتا تھا وہ اپنی دادی سے دلی طور پر کافی اچھی تھی۔۔۔۔ میں ماموں سے کافی ضد کر کے واپس آیا۔۔۔۔ میں جنازہ اٹھنے سے پہلے پہچنا چاہتا تھا۔۔۔۔ پر ایسا ممکن نہ ہو سکا۔۔۔۔ مجھے واپس آکر خبر ملی کہ عنائی زہ کو اس کے چاچا چاچی اپنے ساتھ لے گئی ہیں۔۔۔۔ میں تو اسی رات اس سے ملنے چاچا چاچی کے گھر جانا چاہتا تھا۔۔۔۔ پر امی جان راضا مند نہ ہوئی۔۔۔۔ میں نے صاف کہہ دیا کہ عنائی زہ سے ملے بغیر تو واپس لاہور بھی نہیں جاؤں گا۔۔۔۔

امی جان نے پورے دو دن لگائے ماننے میں۔۔۔۔ میں بڑا خوش ہو کر عنائی زہ سے ملنے اس کے شہر پہنچا۔۔۔۔ پورا راستہ آنکھوں میں بے صبری و بے تابی لئیے کاٹا تھا میں نے۔۔۔۔ ذہن میں بہت سے خیالات یک دم چل رہے تھے۔۔۔۔ سب سے زیادہ تو یہ بات پریشان کر رہی تھی اس کا مجھے دیکھ کر پہلا ری۔ ایکشن کیا ہوگا۔۔۔۔ وہ تو اتنی

خوبصورت و حسین لڑکی ہے۔۔۔۔ کیا اسے میں ایک بالکل نارمل سہ دیکھنے والا لڑکا پسند
آؤں گا؟؟؟؟۔۔۔۔۔ اگر اسے میں اپنی سانولی رنگت کے سبب پسند نہ آیا
تو؟؟؟؟۔۔۔۔۔

وہاں جا کر میرا دل بری طرح ٹوٹ گیا۔۔۔۔۔

عنائزہ کو اسکول سے ملی اسکا لرشپ پر باہر ملک پڑھنے بھیج دیا گیا تھا۔۔۔۔۔ میں اتنی دور سے صرف اس کی خاطر آیا تھا۔۔۔۔۔ اس سے ملنے کی خاطر میں پہلی بار اپنی امی سے بھی لڑا۔۔۔۔۔ پر۔۔۔۔۔ سد کروڑ آہ۔۔۔۔۔ میں مل نہیں سکا۔۔۔۔۔ میں دروازے سے ہی واپس لوٹ آیا۔۔۔۔۔ میں ڈائریکٹ لاہور چلا گیا۔۔۔۔۔

کالج سے چھٹی پر میں اکثر ماموں جان کی کمپنی چلا جاتا۔۔۔۔۔ میرا پورا دن انھیں کام کرتے ہوئے دیکھ گزرتا۔۔۔۔۔ پھر میں نے ماموں جان سے کہا کہ مجھے بھی کمپنی میں جاب

دلوا دیں۔۔۔۔۔ پورے دن ویسے بھی فالتو بیٹھا رہتا ہوں وہاں۔۔۔۔۔ اسی دوران میں نے
فیس بک پر ایک نیا دوست بنایا۔۔۔۔۔ وہ بھی کیمسٹری کا اسٹوڈنٹ تھا۔۔۔ ہماری
پہلی کنور سیشن ایک انگلش لرننگ ویب سائٹ پر ہوئی۔۔۔۔۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ
کوریا کا رہنے والا ہے اور لندن آیا ہوا ہے پڑھنے۔۔۔۔۔ اسے وہاں کے لوگوں سے بات چیت
کرنے میں کافی مشکل پیش آرہی ہے۔۔۔۔۔ اس نے اپنا نام شام بتایا۔۔۔ ہماری دوستی
کافی گہری ہوتی جا رہی تھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ۔۔۔۔۔ اس نے مجھ سے اردو بولنا
بھی سیکھی۔۔۔۔۔

ایک دن شام کا مسیج آیا۔۔۔۔۔ کے اسے ایک لڑکی ملی ہے۔۔۔۔۔ جس سے پہلی نظر کی محبت کر بیٹھا ہے۔۔۔۔۔ وہ لڑکی اس کے دل کو گھایل کر گئی ہے۔۔۔۔۔ وہ اسے اپنی آفیشل گرل فرینڈ بننا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ مجھے یہ مسیج پڑھ کر کافی حیرانی ہوئی۔۔۔۔۔ جتنا میں نے کچھ سالوں میں اس کی شخصیت کو جانا تھا وہ ایک پلے بوائے ٹائپ لڑکا تھا۔۔۔۔۔ خود کو بڑے فخر سے آزاد پنچی کہا کرتا تھا۔۔۔۔۔ آفیشل گرل فرینڈ بنانے کا مطلب تھا خود کو قید

کچھ سالوں بعد شام نے مجھے ایک پرفیوم میکنگ کیمپ کے متعلق انفارمیشن دی۔۔۔۔۔ جو لندن میں ہو رہا تھا۔۔۔ اس کی کلاسز کی فیس کافی ہائے تھی۔۔۔ میں نے فیس سنتے ہی صاف منع کر دیا۔۔۔۔۔ شام نے میرے منع کرنے کے باوجود میری فلائی بیٹ کی ٹکٹ کروادی۔۔۔ اس کی بڑی خواہش تھی مجھ سے روبرو ملنے کی۔۔۔۔۔ سچ پوچھیں تو مجھے بھی بہت تھی۔۔۔۔۔ پر جیب ایسے ارمان رکھنے کی ہم غریبوں کو اجازت نہیں دیتی۔۔۔

صرف فلائٹ کی ٹکٹ کا مسئلہ نہیں تھا۔۔۔ لندن جیسے ملک میں رہنا۔۔۔ وہاں کھانا پینا۔۔۔ کلاسز لینا۔۔۔ میں یہ سب افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن یہ بات اگر میں شام سے کہتا تو مجھے یقین تھا وہ ہر چیز کی ذمہ داری اپنے ذمے لے لیتا۔۔۔۔۔ جو بات میری خود داری کو قبول نہ تھی۔۔۔۔۔ اس کے بہت اصرار پر مجبور ہو کر میں نے ماموں جان سے پیسے مانگے ان کلاسز کے۔۔۔۔۔

لو جی ---- میں اب چل پڑا لندن ---- شام مجھے ایئرپورٹ پر خود ریسو کرنے آیا ---- ہم
دونوں اس قدر گرم جوشی سے گلے ملے ---- جسے کئی صدیوں سے بچھڑے ہوئے یار
ہوں ---- میں تو یہ سوچ کر آیا تھا کہ وہاں کے سب سے گھٹیا ہوٹل میں اسٹے کر لوں
گا ---- صرف دو ہفتوں کی تو بات ہے ----

میرا مائی نڈ می سیٹ تھا۔۔۔ جتنا ممکن ہو پیسے بچاؤ۔۔۔۔۔

پر خدا بھلا کرے شام کا۔۔۔ اس نے میری ایک نہ چلنے دی۔۔۔ اور مجھے اپنے ساتھ
۔۔۔ اپنے ہاسٹل لے گیا۔۔۔ ہم دونوں نے ایک ہی روم شیئر کیا۔۔۔

چیک کر۔۔۔ میری نئی می گرل فرینڈ“ شام نے سیل پر ایک خوبصورت ویسٹرن ”
 ڈیس میں ملبوس لڑکی کی پک دیکھا کر کہا۔۔۔۔

اور تیری پہلی محبت کا کیا ہوا؟؟؟“ مجھے اتنے سالوں بعد جا کر اچانک سے اسکی
پہلی نظر کی محبت یاد آگئی تھی۔۔۔۔

مجھے ذرا بھی علم نہیں تھا کہ میں نے غلط ٹوپک چھیڑ دیا ہے۔۔۔۔۔ یقین مانیں اگر اس کے ری۔ ایکشن کی خبر ہوتی تو کبھی چھیڑنے کی غلطی نہ کرتا۔۔۔۔۔ اس کے بعد جو شارم نے زور زور سے رونا شروع کیا۔۔۔۔۔ یہ کہ کر۔۔۔۔۔ کے اس نے رنجیکٹ

کھڑا تھا اور میں بیچارہ سب سے پیچھے۔۔۔۔۔ اچانک ایک مہک محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ وہ بھی بہت جانی پہچانی۔۔۔۔۔ میں نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔

اللہ۔۔۔۔۔ میری سانسیں تھم گئی ہیں۔۔۔۔۔ اس حُسنِ سراپا کے حسین چہرے کو
 “ دیکھ۔۔۔ میرا دل مسرت سے بھر آیا۔۔۔۔۔ منہ سے بے ساختہ نکلا ” عنائی زہ
 ۔۔۔۔۔ پر شاید وہ مجھے نہیں پہچانی ۔۔۔۔۔

آپ کو میرا نام کیسے پتا؟؟؟“ عنائی زہ کے سوال نے میرا ننھا سہ دل توڑ دیا۔۔۔۔۔“

میرا دل باولا ہے نا۔۔۔۔ نا جانے کیوں امید باندھے ہوئے تھا کہ شاید وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان جائے۔۔۔۔ یا میری آواز سن کر۔۔۔۔ پر وہ خوش گمانیاں تھیں فقط میری۔۔۔

عنای زہ کی انجانی نگاہ مجھے اپنے وجود پر چلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔ آئی می ٹوک ٹو یو۔۔۔۔۔ ”میں تو بس حسرت بھری نگاہ سے اسے دیکھتا چلا
گیا۔۔۔ جبکہ اس کی نگاہوں میں میرے لئے کچھ نہ تھا سوائے اجنبیت کے۔۔۔۔۔“

اس لمحے مجھے لگا اگر ایک سیکنڈ بھی عنائے زہ کو اور دیکھا تو میرا ننھا سہ دل کرب سے پھٹ جائے گا۔۔۔۔۔

ہیلو۔۔ وائیٹ؟؟؟۔۔۔۔۔ ”میں بغیر جواب دیئی ے واپس آگے مڑ گیا۔۔۔۔۔“

” تو واقعی تم مجھے بھول گئی یں ---- میں ہی پاگل تھا جو آج تک تمہیں دل میں
لئیے بیٹھا رہا۔۔۔ کہیں ناں کہیں اس دل ناداں کو امید تھی کہ تم مجھے دیکھتے ہی
پہچان جاؤ گی۔۔۔۔۔ پر تمہاری آنکھوں میں تو ذرا بھی اپنائیت نہیں۔۔۔۔۔ چھوڑ فیضان
غلطی تیری ہے۔۔۔۔۔ تو شکوہ کسی اور سے کیوں؟؟؟ امید تو نے باندھ کر

دل تو چاہا بہت لڑوں اس سے۔۔۔۔ کہوں ایسے کیسے بھول سکتی ہو تم مجھے؟؟۔۔۔۔
لیکن پھر خیال آیا کوئی وعدہ بھی تو نہیں تھا یاد رکھنے کا۔۔۔۔ اس لئیے لبوں کو بیچ
لیا۔۔۔۔

اتفاق سے لیب میں عنائی زہ میرے برابر میں ہی آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ سفید لیب کوٹ میں وہ اتنی خوبصورت و حسین گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ کے سارے لیب کے لڑکوں کی نظروں کا مرکز وہی بنی ہوئی تھی۔۔۔ پر بلا کی لاپرواہ تھی۔۔۔ مانو اسے فرق ہی نہ پڑ رہا ہو کسی کے دیکھنے یا گھورنے سے۔۔۔ وہ تو اپنے کام میں مگن تھی۔۔۔۔

ایک ہفتہ اسی طرح گزر گیا۔۔۔۔

میں نے بھی عنائی زہ کو اگنور کرنا شروع کر دیا۔۔۔

اس کی ایک سہیلی اچانک مجھ سے ٹکرائی مے۔۔۔ غلطی اس کی خود کی تھی۔۔۔۔۔ سیل پر
 نظریں جمائے اندھوں کی طرح چل رہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن چڑائی مے مجھ پر کر
 ڈالی۔۔۔۔۔ پہلے تو میں بناء غلطی کے بھی معافی مانگنے لگا۔۔۔۔۔ لیکن وہ بدتمیز لڑکی
 خواہ مخواہ اتنی سی بات کا بتنگڑ بنانے لگی۔۔۔۔۔

میں اچھی طرح جانتی ہوں تم جیسے لڑکوں کی ذہنیت کو۔۔۔ کوئی مے منہ نہیں لگاتا تو ”
 اس طرح چانس مارتے ہو۔۔۔۔۔“ اس لڑکی نے حقارت بھری نظر مجھ پر ڈالتے ہوئے کہا
 تو میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔۔۔ مانا میں ان گورو کی طرح سرخ و سفید نہ
 تھا۔۔۔۔۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ مجھے سب کے سامنے ذلیل کرے

میں کچھ کہ نہیں رہا۔۔۔ اس کا مطلب یہ نہیں تم جو چاہے بولو گی۔۔۔ مجھے میری ”
شرافت چھوڑنے پر مجبور مت کرو۔۔۔“ میں زخمی شیر کی طرح دھاڑا تھا۔۔۔

او۔۔۔ تو لڑکی کو ہراسمنٹ کر رہا ہے۔۔۔۔۔ ”وہ لڑکا جیسے میں نے عنائی زہ کو گھورتے ”
ہوئے ٹوکا تھا۔۔۔ ہم دونوں کی لڑائی می کے بیچ میں کود کر مجھے زور سے دھکا دیتے ہوئے
بولا۔۔۔ کیونکہ وہ اچانک حملہ آور ہوا تھا۔۔۔۔۔ تو میں خود کو اس کے حملے سے بچا نہ سکا

میں زمین بوس ہوا تو ارگرد کے سب لوگ ناجانے کیوں مجھ پر ہنسنا شروع
ہو گئے۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے میں عجیب سی کیفیت میں پڑ گیا۔۔۔۔۔ لوگوں کا مجھے گرا ہوا
دیکھ کر ہنسنا۔۔۔۔۔ اپنی تذلیل محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

اووو۔۔۔۔۔ہیلو۔۔۔۔۔دور ہو اس سے "عنائی زہ نے اس لڑکے کے سینے پر زور سے
ہاتھ مار کر مجھ سے دور دھکیلا۔۔۔۔۔" میڈم۔۔۔۔۔تم ٹکرائی می ہو اس لڑکے
سے۔۔۔۔۔میں نے خود دیکھا تھا۔۔۔اس لڑکی نے سین کرپٹ کرنا بند کر دیا۔۔۔میرے
سیل میں ویڈیو موجود ہے۔۔۔۔۔کہو تو دیکھاؤں؟؟؟" عنائی زہ اس لڑکی سے مخاطب ہو کر
سب کے سامنے بھرم سے گویا ہوئی۔۔۔۔۔وہ لڑکی سٹ پٹاگئی عنائی زہ کی بات
سن۔۔۔۔۔

عنائی زہ تم میری فریڈ ہو کر اس لڑکے کا ساتھ دے رہی ہو؟“ وہ لڑکی حیرت سے عنائی زہ کو دیکھ بولی۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔ کیونکہ تم غلط ہو۔۔۔۔۔ معافی مانگو ابھی اس لڑکے سے۔۔۔۔۔ ”عنائ زہ“

نے دو ٹوک انداز میں کہا۔۔۔۔۔

ہاتھ دو“ عنائی زہ نے مجھے اوپر اٹھانے کے لئیے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔ مجھے وہ لمحہ یاد آگیا جب وہ زمین پر گری ہوئی تھی اور میں نے اسے ہاتھ دے کر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ میں نے اس کا اپنی جانب بڑھا ہوا ہاتھ فوراً تھام لیا۔۔۔ اس نے اٹھانے کی نیت سے پوری طاقت سے اپنی جانب کھینچا۔۔۔

اگلے لمحے میں اس کے وجود سے ٹکرا گیا تھا۔۔۔۔۔ وہی دل چورا لینے والی مہک۔۔۔۔۔ مجھے
آج پھر سے اپنے حصار میں جکڑ رہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن اس لمحے مجھے محسوس ہوا عنائی زہ
خود کو مجھ سے دور کرنے کے بجائے مزید میرے قریب آئی ی۔۔۔۔۔

اوووووووو ” سب ہمیں دیکھ کر آوازیں نیکالنے لگے۔۔۔۔ پورا کیمپ آوازوں سے ”
گونج اٹھا تھا۔۔۔۔۔ وہ فوراً یہ شور سن مجھ سے دور ہوئی۔۔۔۔

ایک لمحہ حیرت سے میری جانب دیکھا۔۔۔۔ اس کی نگاہیں بہت مفاہمانہ معلوم ہو رہی
تھیں۔۔۔۔۔ پر سب شور مچا رہے تھے اس لئے وہ تیزی سے وہاں سے چلی
گئی۔۔۔۔۔ کچھ عجیب تھا اس کی نگاہوں میں۔۔۔۔۔ جو میں سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔۔۔

واپسی پر مجھے گھر سے کال آئی۔۔۔۔ امی جان کافی پریشان معلوم ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ کہنے
لگیں بس اب واپس گھر آ جاؤ۔۔۔۔ تمہارے ابو کی طبیعت خراب رہنے لگی ہے۔۔۔۔۔ تم آکر
ان کی دوکان سمجھا لو۔۔۔۔۔ میں نے انہیں اپنے لندن کے کیمپ کے بارے میں کچھ
نہیں بتایا تھا۔۔۔۔ اور ماموں کو بھی منع کر دیا تھا۔۔۔۔

از قلم حسن کنول

NOVEL BANK

تمہاری مہک سے پہچانا

میں الجھن میں پڑ گیا تھا۔۔۔ اب کیا کروں؟؟؟۔۔۔۔۔ میں اپنا فیوچر پرفیوم میکے کے طور پر بنانے لندن تک چلا آیا تھا۔۔۔ اپنی منزل کے اتنے قریب آ کر واپسی۔۔ میرے لیے اب ممکن نہیں تھی۔۔۔۔۔

کل تھے یہیں۔۔۔۔۔

کیوں اب نہیں؟؟؟۔۔۔۔۔

تم اور میں

ساتھ دونوں۔۔۔۔۔

کیا مل گئی۔۔۔۔۔

تم کو خوشی۔۔۔۔۔

ہو کے جدا۔۔۔۔۔

یہ تو بولو۔۔۔۔۔

پیار تھا وقت نہیں جو بیت گیا دوپل میں۔۔۔۔۔

تمہاری مہک سے پہچانا

میں اپنے کمرے میں اکیلے بیٹھ کر یہ گانا گاتے ہوئے رونے لگا۔۔۔۔۔ آج جب دوبارا
عنائی زہ کے قریب گیا اور اس کی سانسوں کی مہک کو محسوس کیا۔۔۔۔۔ تو میرے دل کو
شدت سے احساس ہوا کہ وہ صرف دوست نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ تو میری محبت
ہے۔۔۔۔۔ ہائے میرا یہ باولا دل کس سنگ دل سے دل لگا بیٹھا۔۔۔۔۔ وہ تو مجھ جیسے لڑکے
کی جانب دیکھنا تک پسند نہ کرتے۔۔۔۔۔

مجھے آج عنائی زہ کی سہیلی کی باتوں نے احساسِ کمتری کی اتھا گہرائیوں میں ڈال دیا
تھا۔۔۔۔۔

- جن کے سبب اب میں خود کو عنائی زہ کے قابل نہیں سمجھتا۔۔۔۔۔ میں نے اپنے اس
باولے دل کو سمجھا دیا وہ حسین لڑکی تیرے جیسے سانولے لڑکے کے مقدر میں
نہیں۔۔۔۔۔

”کو۔۔۔ کون؟؟“ میں جان کر بھی انجان بننے کی اداکاری کر رہا تھا۔۔۔۔۔“

عنائی زہ --- اور کون --- "شارم نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔۔۔ تو میں
نے فوراً نظریں چورا لیں۔۔۔۔"

عنائی زہ ---- وہ مغرور سی لڑکی ----؟؟؟“ میں نے ایسا ظاہر کرنا چاہا ---- جیسے ”

میں تو اسے پہچانتا بھی نہیں ----

ہاں۔۔۔ وہی مغرور لڑکی۔۔۔ جس کے لئیے تو ابھی تھوڑی دیر پہلے پھوٹ
پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔۔ "شارم کے کہتے ہی مجھے لگا میری چوری پکڑی گئی
ہو۔۔۔ میں شرمندگی میں مبتلا ہو گیا تھا۔۔۔"

کوئی می نہیں یار۔۔۔ اس میں شرمندہ ہونے والی کیا بات ہے۔۔۔ اس مغرور ”
حسینہ کے عشق میں مبتلا ہو کر خود کو روگ لگانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ دنیا میں اور بھی
بہت غم ہیں ۔۔۔ ایک غم یار کے سوء۔۔۔ بھول جا اسے۔۔۔“ شارم نے میری
پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے دوستانہ مشورہ دیا تھا۔۔۔

کاش اسے بھول پانا اتنا آسان ہوتا۔۔۔۔۔ ”میں واقعی نہیں جانتا۔۔۔۔۔ مجھے کیا ”
ہوا۔۔۔۔۔ بس شاید اس لمحے میں اپنے جذبات پر قابو نہ پاہ سکا۔۔۔۔۔ اور شرم کے گلے لگ
کر زور زور سے رونے لگا۔۔۔۔۔ وہ مسلسل میری کمر سہلاتے ہوئے مجھے دلا سہ دے رہا
تھا۔۔۔۔۔

آج جتنا رونا ہے ایک ساتھ ہی رو لے۔۔۔۔ اور دفنا دے اس ایک طرفہ محبت کو
اپنے دل کے کسی کونے میں۔۔۔۔ دو دن بعد تو۔۔۔۔ تو ویسے بھی واپس جا رہا
ہے۔۔۔۔" شام نے مجھے بڑی مشکل سے سمجھایا۔۔۔۔۔

میں راضی ہو گیا اپنی ایک طرفہ محبت کو دل میں دفن کرنے کے لئے۔۔۔۔ کیونکہ
اس سنگ دل لڑکی سے مجھے ذرہ برابر بھی امید نہ تھی۔۔۔۔

یار۔۔۔ چائے کی طلب محسوس ہو رہی ہے آج بہت۔۔۔۔۔" میں نے شارم کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔ جو اس وقت اپنے ایکسپیریمینٹ میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

تو جا۔۔۔ پی کر آ جا۔۔۔ کینٹین میں مل جائے گی شاید۔۔۔ "شارم نے مجھے ایک نظر " سرسری سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ مجھے کینٹین کی جائے پسند نہیں۔۔۔۔ یہاں کی بے سواد اور مہنگی چائے ”
 پینے سے اچھا ہے میں گھر جا کر خود بنا کر پی لوں۔۔۔۔“ میں نے منہ بیگاڑتے ہوئے کہا
 ہی تھا کہ میری سماعت سے نا یقین آنے والے الفاظ ٹکرائے۔۔۔۔

تم میرے ساتھ چلو۔۔۔۔ میں تمہیں چائے پیلاتی ہوں۔۔۔۔ ”مجھے واقعی اپنے“
 کانوں کی سماعت پر ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔ عنائی زہ مجھے۔۔۔۔ چائے پیلانے
 لے جانا چاہتی تھی۔۔۔۔

میں کیا۔۔۔۔ وہاں موجود سب حقاً بقانگاہوں سے ہمیں دیکھنے لگے۔۔۔۔ شرم کا تو پورا کا
 پورا منہ کھل گیا تھا مارے حیرت کے۔۔۔۔

میں؟؟؟ ”میں بے یقینی سے دوبارہ تصدیق کرنے لگا۔۔۔۔“

ہاں۔۔۔ ”اس کے لبوں پر بڑی پیاری سی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔ مجھے لگا میں اپنی ”
پرانی عنائی زہ کو دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ ایک دو لمحوں کے لئیے تو میں اس کی حسین
مسکراہٹ دیکھنے میں ہی محو ہو گیا۔۔۔۔۔

چلو گے میرے ساتھ؟؟؟“ وہ کافی لچک دار انداز میں میری آنکھوں میں پُر امید
نظروں سے جھانکتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔۔۔۔۔

میں سوچ میں پڑھ گیا۔۔۔۔۔ اب کیا کروں؟؟؟۔۔۔۔۔ کل اتنی مشکل سے ذہن بنایا تھا
اسے بھول جانے کا۔۔۔ اور آج وہ خودی سامنے سے آکر چائے کی آفر دے رہی تھی۔۔۔

ارے کیا سوچ رہا ہے؟؟۔۔۔ ایسے سنہرے موقعے مس نہیں کرتے پاگل ”
۔۔۔ ”شارم نے فوراً میرے کان میں آکر سرگوشی کی۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ لے جاؤ اسے چائے پیلانے۔۔۔ یہ تیار ہے "شارم نے ہلکا سا میری کمر پر دھکا مارتے ہوئے۔۔۔ عنائی زہ سے کہا۔۔۔"

”چلیں؟؟؟“ اس نے بڑی پیار سے پوچھا۔۔۔

میں تو آج اس کے بدلے بدلے روپے پر حیرت کے غوطے کھا رہا تھا۔۔۔

جی۔۔۔ ”میں اثبات میں سر ہلا کر اس کے ساتھ چلنے کے لئیے تیار ہو گیا۔۔۔۔۔“

وہ مجھے ڈائریکٹ اپنے ہوٹل لے گئی۔۔۔۔۔ جہاں وہ اپنی اور سہیلیوں کے ساتھ اسٹے کر رہی تھی۔۔۔۔۔

” آجائو۔۔۔ یہاں بیٹھو۔۔۔ میں تمہارے لئے چائے بنا کر لاتی ہوں “ عنائے زہ مسکراتی ”
 ہوئی می کہ کر۔۔۔ مجھے اپنے روم میں بیٹھا کر چلی گئی می تھی۔۔۔ اس کے جانے
 کے بعد میں کھڑا ہو کر اس کا سامان دیکھنے لگا۔۔۔۔

سامنے میز پر ایک فوٹو رکھی تھی۔۔۔ جسے دیکھ میں کافی حیران ہوا۔۔۔۔ اس تصویر میں
 ۔۔۔۔ میں عنائے زہ اور دادی ایک ساتھ کھڑے مسکرا رہے تھے۔۔۔۔ میں ابھی اس تصویر
 کو ہاتھ میں لے کر دیکھ ہی رہا تھا۔۔۔۔

” یہ میری دادی کی تصویر ہے “ عنائے زہ نے کہا تو میں نے بنا کچھ کہے اثبات میں سر
 ہلا کر تصویر واپس اس کی جگہ پر رکھ دی۔۔۔۔۔

” تم مجھے بھول گئی ے؟؟؟ “ عنائے زہ نہایت رنجیدہ لہجے میں مجھے دیکھ سوال
 کرنے لگی۔۔۔۔۔

اووو۔۔۔۔ تو عنائی زہ میڈم کو میں یاد ہوں۔۔۔ "میں نے اس کا سوال سن۔۔۔۔۔"

جلے دل سے طنز کا تیر چلایا تھا۔۔۔۔

تم کوئی می بھولنے کی چیز ہو فیضان؟؟۔۔۔۔۔“ اس نے روہانہ آواز میں جب یہ جملہ کہا۔۔۔۔۔ تو مجھے محسوس ہوا کہ میرا طنز کا تیر اس کے دل کو شاید کچھ زیادہ ہی گھائل کر گیا ہے۔۔۔۔۔

”میں کیا جانوں ---- اس سوال کا جواب تو آپ بہتر جانتی ہوں گی مس عنائے زہ
 ----“ میں نے کافی سرد لہجہ میں ---- دل جلے انداز سے جواب دیا ----

ہمممم۔۔۔۔۔ میں تو تمہیں کبھی نہیں بھول سکتی۔۔۔۔۔ میرے لئیے تمہاری ”
دوستی بہت خاص ہے۔۔۔۔۔ پر شاید تمہارے لئیے نہیں۔۔۔۔۔ تبھی تم مجھے اگنور

شکوئے بھری نگاہ سے میرے وجود کو تکتے ہوئے پوچھا -----

ہاں۔۔۔۔۔ٹھیک کہا۔۔۔۔۔مجھے تم سے دوستی میں اب کوئی انٹرس نہیں ”

رہا۔۔۔۔۔”میرے اتنا کہتے ہی عنائ زہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آگئیے

تھے۔۔۔۔۔جو آنکھوں سے باہر جھلکنے لگے۔۔۔۔۔

” اچھا ہوا تم نے صاف گوئی می سے کام لیا۔۔۔۔ کوئی می جھوٹی امید نہیں دلائی می
مجھے۔۔۔۔ میں ہی پاگل تھی کے تمہارے پیچھے اس پرفیوم میکر کی فیلڈ میں
آئی می۔۔۔۔ تمہاری خاطر بار بار تمہارے گھر کے چکر لگائے۔۔۔۔ جب بھی چھٹیوں میں گھر
جاتی۔۔۔۔ تمہارے گھر ضرور جاتی اس امید میں۔۔۔۔ کے شاید تم مل
جاؤ۔۔۔۔ تمہارے چکر میں۔۔۔ میں نے کبھی کسی لڑکے کی جانب نظر اٹھا کر نہیں

دیکھا۔۔۔۔ یقین تھا ایک دن تم ضرور ملو گے مجھے۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے جب میں نے اس کیمپ کے بارے میں سنا تو نہ جانے کیوں دل نے کہا کہ شاید تم یہاں آؤ کیونکہ دنیا بھر سے لوگ آرہے تھے۔۔۔۔ بس اس امید پر کہ شاید تم یہاں مجھے ٹکرا جاؤ۔۔۔ میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ چلی آئی۔۔۔۔ میرے پیپر ہونے والے ہیں۔۔۔ اور میں یہاں تمہارے چکر میں۔۔۔۔ "ابھی وہ روتے ہوئے بول ہی رہی تھی کہ میں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔ مجھے اپنی خوش قسمتی پر اس لمحے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ عنائی زہ کے جذبات و احساسات بالکل ویسے ہی تھے جیسے میں اس کے لئیے رکھتا تھا۔۔۔۔ اس کی آنکھوں سے بہنے والا ہر آنسو۔۔۔۔ مجھے چیخ چیخ کر۔۔۔۔ اس کی محبت کی گواہی دے رہا تھا۔۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔ مجھے تمہاری اس ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔" یہ کہتے "ہوئے اس نے میرے سینے سے جھنجھلا کر ہٹنا چاہا۔۔۔ تو میں نے اپنی باہوں کے حصار میں اسے جکڑ لیا۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہوئے۔۔۔" مجھے واقعی تم سے اب دوستی میں انٹرس

تمہاری مہک سے پہچانا

اس نے بڑے حق سے معصومانہ انداز میں میرا فیضان کہہ کر میرے دل پر لگے سارے زخموں پر ایک ہی لمحے میں مرہم لگا دیا تھا۔۔۔۔۔ اس لمحے دل چاہا اس کا چہرہ چوم لوں۔۔۔۔۔

”کیونکہ مجھے لگا تم مجھے یاد نہیں رکھنا چاہتیں“ میں نے روتے سہ چہرہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔

”میں اس شخص کو کیا یاد رکھوں۔۔۔ جو ہر لمحہ میری سانسوں میں رہتا تھا۔۔۔۔۔“
میری باتوں میں سجتا تھا۔۔۔۔۔ میرے خوابوں میں بستا تھا۔۔۔۔۔

تمہاری مہک میری دھڑکنوں میں بسی تھی۔۔۔ میں تو تمہیں کبھی ایک لمحے کے لیے بھی نہیں بھول پائی۔۔۔۔۔ ”عنائی زہ نے میرے وجود پر محبت بھری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔ تو میرا دل مسرت سے بھر گیا۔۔۔ اس بار میں نے اسے مزید کس کے اپنی باہوں میں جکڑا تھا۔۔۔ جس پر وہ جھپک گئی تھی۔۔۔۔۔

مجھے ابھی تک یہ سب ایک حسین خواب سے معلوم ہو رہا تھا۔۔۔۔۔
 میری چائے ٹھنڈی ہوگئی ہے۔۔۔۔۔ ”میں نے مسکراتے ہوئے کہہ کر اپنی پکڑ“
 ڈھیلی کی۔۔۔۔۔

”میں نئی بنادیتی ہوں کہ کروہ جانے لگی تو میں نے فوراً ہاتھ تھام لیا۔۔۔۔۔“

”تمہیں میں پسند آگیا؟؟؟“ میں ابھی بھی تھوڑا سا الجھا تھا کہ اتنے حسین و
 جمیل لڑکوں میں۔۔۔۔۔ اسے میں کیسے پسند آیا۔۔۔۔۔ ہر کوئی اپنی محبت کو سب سے
 خوبصورت دیکھنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ اور وہ میں نہیں تھا۔۔۔۔۔ میں بالکل ایک نارمل سے
 دیکھنے والا سانولہ سے لڑکا تھا۔۔۔۔۔ اور عنائزہ ایک حسین و جمیل نازک کانچ کی گڑیا
 سی۔۔۔۔۔

تمہاری مہک سے پہچانا

تم اتنی خوبصورت ہو۔۔۔۔ اور میں ایک سانولہ سے دیکھنے والا بالکل نارمل سے ”
لڑکا۔۔۔۔ نہ میں کوئی می امیر زادہ ہوں۔۔۔ نہ ہی کوئی جینیس۔۔۔ میں تو بالکل ہی
ایک عام سے لڑکا ہوں۔۔۔۔“ میں یہ جواب دینے میں کافی امبرس فیل کر رہا
تھا۔۔۔۔ لیکن میں جاننا چاہتا تھا اس نے آج تک میرا انتظار کیوں کیا۔۔۔۔ کیوں وہ مجھے
ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔۔۔۔ اس نے تو مجھے کبھی دیکھا تک نہیں تھا۔۔۔۔ نہ ہی ہمارے
درمیان کوئی وعدہ تھا یاد رکھنے کا۔۔۔۔ وہ چاہتی تو بھول جاتی۔۔۔۔

عام سے لڑکے۔۔۔۔۔ ”پہلے عنائزہ نے تعجب سے کہا۔۔۔۔۔ پھر میرے قریب ”
آکر۔۔۔۔۔ میرے چہرے پر اپنے نرم سے ہاتھ رکھ کر۔۔۔۔۔ کہنے لگی۔۔۔۔۔ ”تم میرے
لئی کبھی بھی عام نہیں تھے۔۔۔۔۔ میرے نظر سے دیکھو تو تمہیں پتا چلے تم کتنے

مجھ کو مل گئی۔۔۔۔

میں اپنی خوش قسمتی پر آج ---- خودی عیش عیش کر اٹھا۔۔۔

پتا ہے میں نے تمہیں کیسے پہچانا "عنائی زہ نے میرے کانوں میں ہلکے سے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔"

”نہیں“ میں نے ہلکے سے کہا۔۔۔ تو مسکراتے ہوئے میرے سینے لگ کر کہنے لگی۔۔۔

تمہاری مہک سے پہچانا۔۔۔۔۔ یاد ہے۔۔۔۔۔ میں سائی یکل سے گر گئی تھی تو ”
تم نے مجھے اٹھایا تھا۔۔۔ تب پہلی بار میں نے بہت نزدیک سے تمہاری مہک محسوس کی
تھی۔۔۔ جو میرے لئی دنیاء کی سب سے خوبصورت مہک تھی۔۔۔ تمہاری اس
خوبصورت مہک کو میرا دل بخوبی پہچانتا ہے۔۔۔ اس لئی۔۔۔ کینٹن میں جب تم
میرے قریب آئی۔۔۔ میں فوراً تمہاری مہک پہچان گئی۔۔۔۔۔ میں پہچان گئی
کہ تم میرے فیضان ہو۔۔۔ اور رہی سانولے ہونے کی بات۔۔۔۔۔
تو۔۔۔۔۔ بہت دیکھیں ہیں ناز و ناکت والے
”پر قسم سے غضب ڈھاتے ہیں سانولی رنگت والے۔۔۔۔۔

اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے محبت سے چور لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ تو میں اس کا
شعر سن مسکرا دیا۔۔۔۔۔ میں نے اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ملا لی۔۔۔۔۔

*****-----*****

لندن سے واپسی پر میں گھر واپس آیا۔۔۔ ابو جان کی طبیعت کافی خراب تھی۔۔۔ ایک ہفتے سے ان کی دکان بھی بند پڑی تھی۔۔۔ امی جان بہت پریشان تھیں۔۔۔ مجھ سے ان کی پریشانی دیکھی نہیں گئی۔۔۔ میں نے دوسرے دن سے ہی اپنے ابو کی کاسمیٹک کی شاپ کھولنا شروع کر دی۔۔۔

دو ہفتوں تک تو میں اسی گمان میں رہا کہ ابو جان کے ٹھیک ہوتے ہی میں لاہور چلا جاؤں گا اپنی پڑھائی مکمل کرنے۔۔۔ پر ابو کی طبیعت بجائے سدھرنے کے بگڑتی ہی چلی گئی۔۔۔ شاپ سے ہونے والی کمائی می کا آدھے سے زیادہ تو صرف ابو کی مہنگی مہنگی دوائیوں میں صرف ہو جاتا۔۔۔ امی اور میں دونوں ہی بہت پریشان رہنے لگے تھے۔۔۔ کیونکہ ہم تین سے چار ڈاکٹر بدل چکے تھے لیکن ابو کی طبیعت میں کوئی سدھار نہ تھا۔۔۔۔۔

میں عنائی زہ سے اس دوران مکمل رابطے میں رہا۔۔۔۔۔ وہ بھی ابو کی ناساز طبیعت کی وجہ سے فکر مند رہتی۔۔۔۔۔

ایک سال گزر گیا۔۔۔۔۔

ایک دن میں گھر میں داخل ہوا تو مجھے عنائی زہ کی مہک محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ میرا دل بے صبری سے اسے ٹھونڈنے لگا۔۔۔۔۔

جب کچن میں پہنچا تو یہ دیکھ چہرے پر تبسم بکھر کرائی۔۔۔۔۔ کے عنائی زہ امی سے کھانا پکانا سیکھ رہی ہے۔۔۔۔۔

تم آگئیے "اس نے مجھے دیکھ مسرت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔"

”نہیں۔۔۔۔ یہ میرا بھوت آیا ہے۔۔۔۔ میں ابھی تھوڑی دیر میں آؤں گا“ میں نے طنزیہ کہا تو وہ گھور کر دیکھتے ہوئے منہ چڑا کر بولی۔۔۔۔

” بہت ٹھنڈا جوک تھا۔۔۔۔ ہنسی نہیں آئی “

”کب آئیں؟؟؟“ میں نے تنگ کرنے کی نیت سے اس کی پونی کھینچتے ہوئے

پوچھا۔۔۔

آہ۔۔۔۔۔ ”وہ چیخنی۔۔۔۔۔ پھر مجھے گھور کر دیکھتے ہوئے۔۔۔۔۔“ تم باز آجاؤ۔۔۔۔۔ ورنہ ”

یہ گرم گرم چمچہ ناں۔۔۔۔۔ تمہارے ان ہاتھوں پر لگا دوں گی“ اس نے مجھے دھمکی آمیز

لہجے میں ون کیا تو میں ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے

امی نے عنائی زہ کو گھر پر ہی روک لیا تھا۔۔۔۔ اس رات ہم نے ساتھ بیٹھ کر خوب لیڈو کھیلا۔۔۔۔ عنائی زہ کو لیڈو کھیلنا اتنا خاص نہیں آتا تھا تو امی اس کی جگہ گوٹیں چل رہی تھیں۔۔۔۔ ایک طرف امی اور عنائی زہ پارٹنر تھے اور ایک طرف میں اور ابو۔۔۔۔ بہت مزا آ رہا تھا۔۔۔۔ مجھے اپنی فیملی کمپلیٹ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

اللہ کے کرم سے ابو کی طبیعت بہتر ہونے لگی تھی۔۔۔ وہ دوبارہ دوکان پر بیٹھنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ پر میں نے ابو کو صاف منع کر دیا۔۔۔ میں نے ان سے کہہ دیا کہ جب تک میں ہوں انہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ وہ آرام سے گھر پر بیٹھ کر پہلے پوری

طرح تندرست ہوں۔۔۔ پھر دوکان آئی۔۔۔۔۔ ان کی آنکھیں میری بات سن کر آبدیدہ ہو گئیں انہوں نے میری پیشانی چوم کر کہا خدا تمہارے جیسا بیٹا سب کو دے۔۔۔۔۔

میرے والد کی دعا لگ گئی تھی مجھے۔۔۔۔۔ کچھ دنوں بعد مجھے ماموں کی کال آئی۔۔۔۔۔ کہنے لگے۔۔۔ کمپنی میں ایک پوزیشن خالی ہے۔۔۔۔۔ تم اپلائی کرنا چاہو گے۔۔۔۔۔

میں نے فوراً ہاں کر دی۔۔۔۔۔

اللہ کے کرم سے ابو جان نے دوبارہ اپنی دوکان سنبھالی اور میں لاہور چلا گیا۔۔۔۔۔ وہاں
میں نے ڈبل محنت کرئی۔۔۔۔۔ صبح جاب پر جاتا اور رات کو عنائی زہ سے آن لائن
ٹیوشن لیتا۔۔۔۔۔

رزلٹ آتے ہی میں نے اپنی چھوٹی سی کمپنی بینک سے لون لے کر کھولی۔۔۔۔۔

میں نے عنائ زہ کو جاب آفر کی اپنی پرسنل سیکرٹری کی۔۔۔۔ جب کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ سے کہیں زیادہ قابل ہے۔۔۔۔

تو کتنی تنخواہ لینا پسند کریں گی مس عنائ زہ آپ؟؟“ میں نے چٹائی پر سے ٹیک ”
لگا کر مسکراتے ہوئے ابرو اچکا کر استفسار کیا تھا۔۔۔۔۔ اپنے سامنے سیٹ پر بیٹھی سراپا
حسن سے۔۔۔۔۔

از قلم حسن کنول

NOVEL BANK

تمہاری مہک سے پہچانا

جس پر وہ بڑے اطمینان بخشش انداز میں بولی۔۔۔۔۔"جتنا حق مہر تم آسانی سے ادا کر سکو

"

اس کا جواب سن میرے لبوں پر گہری تبسم بکھر آئی۔۔۔۔۔

ہم دونوں خوشی خوشی رشتہ ازدواج میں بندھ گئے۔۔۔۔۔

ہم دونوں کی انتھک محنت رنگ لائی اور ہماری کمپنی نے کامیابی کی سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دیں۔۔۔۔۔

ہم نے مل کر بینک کا لون بھی پانچ سال میں اتار دیا۔۔۔۔۔

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 90
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

امی جان اور عنائی زہ نے تو رونا شروع کر دیا تھا مارے خوشی کے۔۔۔۔۔

ابو جان نے آج پھر میری پیشانی کو چوم کر بوسہ لیا تھا۔۔۔۔۔

یہ ہے ہمارا کمرہ ---- "جب عنائزہ کمرے میں داخل ہوئی تو دو دو فٹ خوشی سے اچھل پڑی ---- یہ دیکھ ---- کہ کمرے کی چھت ستاروں سے سبجی ہے ---- وہ مجھے محبت سے چور نظروں سے تک رہی تھی ----

آئی می لوو یو۔۔۔۔۔" وہ کہتے ہوئے میرے سینے سے آ لگی۔۔۔۔۔"

آئی ی لوویو ٹو ڈیئر-----"میں نے اس کی روشن پیشانی کو چومتے ہوئے"

کہا۔-----

میں نے مانا کہ میں ایک بہت بڑے برانڈ کمپنی کا مالک ابھی نہیں بن سکا ہوں۔۔۔۔۔
لیکن ہماری جرنی جاری ہے۔۔۔۔۔ ہم دونوں میاں بیوی محنت کر کے ایک دن وہ مقام
حاصل ضرور کریں گے۔۔۔۔۔ کے آپ جب مارکیٹ میں جائیں۔۔۔۔۔ تو ہماری کمپنی کے
پرفیوم آپ کی پہلی چوائس ہوں۔۔۔۔۔

ختم شد

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/novelbank